© rasailojaraid.com

سید محمد طلحہ گیلانی

ایک محبوب شخصیت

میرے والد مرحوم ایک غریب اور مفلس آدمی تھے۔ وہ مفلسی اور غربت میں بھی نہایت ایماندار انسان تھے۔ اس لئے دو وقت کی روٹی مہیا کرنا بھی ان کے لئے آسان نہ تھا۔ وہ اس کام کے علاوہ کوئی کام نہ کر سکے۔ ان کو حقیقت میں اس کام سے باہر جھانکنے کی مہلت ہی نہ ملی۔ عید کے روز بھی روزی کی تلاش میں نکل جاتے تھے۔ کسی ہوس کے تحت نہیں بلکہ عید منانے یا اس دن کا خرچہ پورا کرنے کے لئے انکے پاس پس انداز کی ہوئی کوئی رقم نہ ہوتی تھی۔ وہ شاید روز کے روز اتنا ہی کماتے تھے کہ روز کا خرچہ مشکل سے پورا ہو جائے۔ وہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے اتنی محبت رکھتے تھے کہ میں ان کے سامنے کسی سے متاثر ہو ہی نہیں سکتا۔ مجھے اور میرے خاندان کو صرف یہ محبت ہی انہوں نے وراثت میں دی۔ جسے ہم سینے سے لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں حضرت حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ ان سے کبھی کبھار ملنے آجایا کرتے تھے اور کبھی کبھار وہ وقت نکال کر درس قرآن سننے کیلئے چلے جایا کرتے تھے۔ مجھے انہوں نے اپنی مرضی سے حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر رکھا تھا۔ مجھے حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انکو مجھ سے بہت پیار تھا۔ نہ جانے مجھے کیا ہوا کہ ایک طویل عرصہ میں ان سے کٹا رہا۔ یہ میری بد قسمتی ہے۔ کٹے رہنے کی بظاہر کوئی معقول بلکہ نا معقول بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔ والد ماجد فرماتے کہ اگر موت کی تمنا جائز ہوتی تو میں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی آرزو میں موت کی تمنا کرتا۔ ایک بار ہمیں احرار کانفرنس (۱۹۷۰ء) کے سلسلہ میں راولپنڈی جانا تھا۔ حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ میرے والد صاحب کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ میں طلحہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو.....؟ انہوں نے فرمایا حافظ جی آپکو اس کو کہیں بھی ساتھ لے جانے کے لئے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آپ کا اپنا بچہ ہے۔ چنانچہ میں ہر جلسے میں ان کے ساتھ ہی ہوتا۔ اسے میرے بعض رشتہ داروں نے طعنہ بنا رکھا تھا۔ جب بھی ملتے تو کہتے بھئی تم تو حافظ جی کے مرید ہو۔ میں ہمیشہ انکی بزرگی کے احترام میں خاموش رہا۔ لیکن تابہ کے۔ مجھے ہر اس شخص سے سخت نفرت ہے جس نے حافظ جی کو قصداً دکھ دیئے ہیں خواہ وہ میرے ہی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ اس لئے میں کسی کے آنسوؤں سے متاثر نہیں ہوتا۔ زندگی میں جس شخص کے ساتھ دو قدم نہ چلے اب اس پر مرثیئے لکھنے سے کیا ہو گا۔ یہ زمانے کو دھوکا دینے کے مترادف ہے۔ جس درخت سے پیار ہوتا ہے اس کے پھل بھی پیارے لگتے ہیں۔ ہمیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے اسی لئے پیار ہے۔ دراصل ان سے مل کر ہم شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے قربت محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے لئے شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے سب بچے محبوب کی تصویریں ہیں۔ کوئی شخص محبوب کی تصویروں کو بگاڑ کر محبوب سے محبت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کچھ لوگوں نے اپنے تعارف کے لئے شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو استعمال کیا۔ وہ سادہ لوح انسان تھے۔ لیکن حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گرد و پیش کو خوب سمجھتے تھے۔ اسی لئے یہ لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ اُن کا تصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے مجلس احرار اسلام کے نام اور کام کو زندہ رکھا اور اپنے والد امیر شریعت کے سوداگروں کا راستہ روک کر انہیں اس پیشہ سے ہمیشہ کے لئے منع کر دیا۔

© rasailojaraid.com